السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میری بیٹی امتحان میں باربار فیل ہونے کی وجہ سے ذہنی توازن خراب کر بیٹھی ایک سال تک اسی بیماری کا شکار رہی، لیڈی ڈاکٹر کے کہنے پر اس کا نکاح کر دیا گیا اس کے ذہنی توازن کے بگڑنے کا جب سسرال والوں کو علم ہوا تو وہ اسے میرے پاس چھوڑ گئے، اب لڑکی صحت یاب ہے کیا اس کا پہلا نکاح صحیح تھا یا اب تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال سے واضح ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت لڑکی کا ذہنی توازن صحیح نہیں تھا اس حالت میں شریعت نے انسان کو بے اختیار اور غیر مکلف قرار دیا ہے، لہٰذا نکاح کے وقت اس کے ایجاب کی کوئی حیثیت نہیں جو نکاح کے لئے بنیادی شرط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخص مرفوع القلم ہیں: دیوانہ تا آنکہ وہ باشعور ہو جائے، سونے والا یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچہ تا آنکہ بالغ ہو جائے۔'' [ابوداؤد، الحدود: ۴۴۰۳]

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پاگل عورت پر حد جاری کرنے کا حکم دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''پاگل عورت تو مرفوع القلم ہے تا آنکہ وہ باشعور ہو جائے۔'' [صحیح بخاری، الحدود: ۲۲ تعلیقاً

ان احادیث کے پیش نظر لڑکی بے اختیار اور غیر مکلف ہے اب اگر اس کے والد یا اس کی عدم موجودگی میں کسی دوسرے سرپرست نے لڑکی کی طرف سے ایجاب کی ذمہ داری کو اٹھایا ہے تو نکاح بالکل صحیح ہے، جیسا کہ نابالغ بچے کے نکاح کے وقت کیا جاتا ہے، لہٰذا پہلا نکاح صحیح ہے کسی قسم کے نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہے اگر سسرال والوں کو اس نکاح میں شک وشبہ ہے تو لڑکے سے دوبارہ نکاح پڑھا دیا جائے خاص طور پر جبکہ اب صحت یاب اور باشعور ہے تاکہ آپس میں مل بیٹھنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:329